ضبط وترتیب : ادارۃ الحق

رمضان المبارک

فضائل
برکات
حکمتیں

حضرت شیخ الحدیث کے غیر مطبوعہ خطبات جمعہ سے ترتیب دیا گیا

★

رحمتوں کی بارش کا مہینہ | قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو شھرٌ اوّلہٗ رحمۃٌ ـــ واوسطہٗ مغفرۃٌ ـــ وآخرہٗ عتقٌ من النار۔ (الحدیث)۔ ـــ محترم بزرگو! جسطرح انسان کے بدن میں سر سے لیکر پاؤں تک مختلف اعضاء ہیں مگر سب اعضاء کا نہ ایک حکم ہے نہ ایک مرتبہ، پاؤں کا الگ حکم ہے، ناخن کا الگ، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں الگ مقاصد رکھتی ہیں، دل اور آنکھوں کا الگ مقام ہے، الغرض انسان ایک ہے مگر اعضاء وجوارح میں فرق ہے، کھیت میں ایک ہی تخم اگتا ہے مگر پودے کے پتے الگ اور میوہ الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ جس میں ہر شخص فرق کرسکتا ہے کہ آنکھوں کا درجہ اور مقام ہاتھوں سے بلند اور دل کا مقام آنکھوں سے اونچا اور برتر ہے، اسی طرح سال کے بارہ مہینہ میں رمضان کا مقام اور درجہ بہت اونچا ہے۔ پھر رمضان میں آخری عشرہ (دس دن) تو درحقیقت ایسا ہے جیسے کہ رحمتِ خداوندی کی جھڑی لگ جائے، بارش کبھی بوندا باندی ہوتی ہے، کبھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اور کبھی تو لگاتار جھڑی لگ جاتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں شدت آنے لگتی ہے اور جسطرح بارش سے سارا ملک سبزہ زار اور آباد ہوجاتا ہے۔ وجعلنا من الماء کل شیئٍ حیّ (اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندگی بخشی)، اس طرح رحمت باطنی کی بارش سے سوکھے اور مرجھائے ہوئے دل لہلہا اٹھتے ہیں اور معنوی زندگی مردہ دلوں کو نصیب ہوجاتی ہے، اور جسطرح پانی ایک بڑی رحمت اور نعمت ہے مگر جو قوم نعمتِ خداوندی کا شکر بجا نہ لائے تو یہی نعمت اس کے لئے وبال بن جاتی ہے اور قوم نوح کی طرح وہ قوم اسی نعمت کے ذریعہ ہلاک کردی جاتی ہے، اسی طرح رمضان جو رحمت کی جھڑی کا موسم ہے، جو

شخص اس سے فائدہ نہ اٹھائے وہ عذابِ خداوندی کا مورد بن کر رہ جاتا ہے اور رحمت کا یہی موسم اسکی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے، اسی لئے حضورؐ نے تین مرتبہ بددعا دی اور فرمایا کہ ایسا شخص بہت بدقسمت ہے جس پر رمضان آکر گزر گیا، اور یہ خدا کی رحمت سے محروم رہا، اور بخشش و مغفرت کا اپنے آپ کو مستحق نہ بنایا فرمایا ایسے شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے گی۔ پھر جتنا بھی رمضان کا مہینہ گذرتا جاتا ہے، اس رحمت کے نزول میں اضافہ اور ترقی ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ آخری راتیں تو اس رحمت کے پورے جوش کی ہوتی ہیں رمضان کا سارا مہینہ دھیمی دھیمی بارش ہوتی ہے، اور آخری دنوں میں رحمت میں جوش اور تلاطم پیدا ہو کر رحمت کی جھڑی لگ جاتی ہے ـــ تو رمضان خدا کی رحمتِ معنوی کا موسم ہے، گھر بار بیٹھے بیٹھے رحمت برستی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: اس کا پہلا عشرہ (دہائی) رحمت ہے، رحمتِ خداوندی کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا عشرہ مغفرت ہے، اس میں گنہگاروں کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، اور آخری عشرہ تو جہنم کی آگ سے خلاصی کے دن ہیں۔ وآخرہ عتق من النار۔ اس میں دوزخ کے مستحق آگ سے بچائے جاتے ہیں، اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک کپڑا یا بدن میلا ہو تو معمولی گرد و غبار تو ذرا سے پانی سے چلا جاتا ہے، لیکن اگر قدرے سخت ہو تو پہلی دفعہ پانی ڈالنے سے میل کچیل نرم ہو جاتا ہے، لیکن اسے زیادہ ملنے اور رگڑنے کی ضرورت ہوتی ہے، دوبارہ پانی ڈال دیا تو صاف ہوا، اور اگر میل کچیل زیادہ سخت ہو تو صابن اور گرم پانی میں جوش دینے اور پتھروں پر اسے مارنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح لوہا ہے وہ زنگ آلود ہو جاتا ہے تو لوہار اسے بھٹی میں ڈالتا ہے، سنداں سے مارتا ہے کہ زنگ چلا جائے ٹھنڈا ہونے پر اسے دیکھتا ہے، صاف نہ ہوا ہو تو اسے زیادہ گرمی اور حرارت کی ضرورت ہوتی ہے، بار بار اسے آگ میں ڈھالتا اور مارتا ہے، اور اگر بالکل مایوس ہو جائے کہ سارا زنگ آلود ہو چکا ہے تو اسے بے کار سمجھ کر بھٹی ہی میں چھوڑ دیتا ہے کہ جلتا رہے، کیونکہ یہ اب کسی کام کا نہیں رہا۔

پس جو پاکباز ہیں ان کے قلوب تو پہلے ہی عشرہ میں شفاف ہو جاتے ہیں، اور جو پاکباز نہ تھے اور گنہگار تھے، دوسرے عشرہ میں ان کے قلوب رحمت و مغفرت سے تروتازہ ہوئے، اور جو دل کوئلہ کی طرح جل گئے تھے پورے زنگ آلود تھے، گناہوں کی وجہ سے دل چھان چھان ہو گیا ہے، تو اگر ایسے لوگ بھی سدھر جائیں، اللہ کی رحمت کے طلب گار بن جائیں، استغفار اور توبہ کر لیں تو رمضان کے آخری ایام ان کے لئے بھی عتق من النار (جہنم سے نجات) کا سبب ہیں، بشرطیکہ بندہ ذرا سی توجہ اور طلب ظاہر کر دے۔ اور دنیا کی حکومتیں بھی ایسا کرتی ہیں، اعلان ہوتا ہے کہ فلاں دن یوم آزادی ہے اس دن دس سالہ قیدیوں کو رہا کیا جائے گا اور کبھی جب بہت بڑی خوشی کا دن ہوتا ہے تو پھانسی کے

مستحق اور عمر قید پانے والوں کو بھی درخواست کی صورت میں نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔

——تو بھائیو! واللہ العظیم ایسی بھرتی کا مہینہ پھر ملے یا نہ ملے اس سے فائدہ اٹھاؤ، کچھ کاشت کر لو، آخرت کیلئے کچھ کما لو، اگر کسی کاشتکار نے بارش سے فائدہ اٹھایا، زمین پر محنت کی تو اسکی محنت بارآور ہوگی، اور جو غافل رہا تو اس کو سوائے محرومی اور افسوس کے کیا ملے گا، اور اگر کسی نے پہلے سے تیاری کی ہو، زمین صاف کی ہو اور تخم بو لیا ہو تو ایسے زمیندار کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے، کہ اب تو انشاء اللہ محنت ٹھکانے لگ جائے گی۔ پس ان ایام میں آخرت کیلئے کچھ بو لو۔

حضورؐ نے فرمایا: الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ دنیا آخرت کے لئے کھیتی ہے، تم بھی اس موسم سے فائدہ اٹھاؤ جس میں نفل نیکی فرض اور ایک نیکی ستر نیکیوں کے برابر ہے۔ پھر آجکل تو ٹھیکوں کا زمانہ ہے، ٹھیکے کے لئے رشوت دی جاتی ہے۔ پوری قوم اس لعنت میں ڈوبی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ سے بچائے——

——تو اللہ تعالیٰ اس موسم میں بغیر رشوت کے ستر گنا نفع دیتا ہے اور پھر دنیا کے ٹھیکیدار اگر سو میل سڑک بنا دیں، اور اس میں دو ایک میل بھی خراب ہو تو مالک سارے کا سارا کام مسترد کر دیتا ہے، مگر اللہ وہ ذات ہے کہ اگر ایک سو میل بنائی ہوئی سڑک خراب ہے مگر دو ایک میل اس میں ٹھیک ہے تو وہ سب کو قبول کر دیتا ہے کہ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہا جاتا۔ اگر مہینہ بھر رمضان کی قدر و قیمت نہ ہوئی، پچیس روزوں کو ضائع کر دیا اور آخری پانچ دنوں میں بھی سنبھل گیا، رو دیا، استغفار کیا تو اس صورت میں بھی اللہ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور سب کچھ بخش کر اسے پورے رمضان کی برکتوں سے نواز دیتا ہے —— افسوس اور حسرت ہے اس بد قسمت پر جو ایسی سردی کے موسم میں بھی روزہ نہ رکھ سکا، وہ کس طرح قہر خداوندی سے بچ سکے گا۔ یہ زنگ آلود لوہا ہے جو بھٹی میں چھوڑ دیا جائے گا۔ یا یوں کہئے کہ ایسی شوریدہ زمین ہے جس کی سرسبزی کی کوئی امید نہیں——

(۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ خطبہ جمعہ)

رمضان — اللہ کی رحمتوں کا پیغام | محترم بزرگو! رمضان شریف کا مہینہ خوش قسمت لوگوں کیلئے رحمتوں اور مغفرت و بخشش کا پیغام تھا، اس پیغام کے مطابق جس نے مغفرت خداوندی حاصل کرنے کی سعی کی، اللہ تعالیٰ نے اسے کامیاب کر دیا، اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ع

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

—— قسمت یاوری نہ کرے تو پیر اور استاد بہت کامل ہو تو کیا ہوتا ہے

کہ ؎ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بدنصیب دریا کے کنارے سے بھی پیاسا آجاتا ہے، مسجد میں بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھتا، ایسی سخت سردی میں بھی روزہ نہیں رکھتا، ایسے شخص کا تو سب کچھ لٹ گیا ۔۔۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ایمان اور علم کی دولت تقسیم ہوتی رہی اور آج چودہ سو برس بعد بھی خشک قوم کے ان خشک اور ویران پہاڑوں میں بھی لا الہ الا اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے، یہ وہی آواز ہے جو حضورؐ نے بلند کی مگر جو بدقسمت تھا، ابوجہل اور ابولہب حضورؐ کے گھر کی دیوار اور دروازے سے ملے ہوئے ہیں مگر محروم ہیں، ابولہب حضورؐ کے چچا ہیں ایک گھر ہے، بیچ میں چھوٹی سی دیوار حائل ہے حضورؐ ایک مرتبہ بوجۂ علالت تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو ابولہب کی بیوی نے کہا کہ اب ان کا شیطان ان سے روٹھ گیا اس لئے وہ آج نہیں اٹھے ۔۔۔ رحمت کا سمندر بہتا رہے مگر بدقسمت محروم رہے ۔۔۔ یہ کسی کی عقل اور سمجھ پر نہیں، علم اور قوت سے نہیں، اللہ کی رحمت اور اسکے کرم سے ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہماری حالت بہتر بنا دے اور خاتمہ ایمان پر ہو ۔۔۔

رمضان جیسا رحمتوں کا موج مارنے والا مہینہ آیا اور یہ نادم نہ ہوا اسکی آنکھوں سے آنسو نہ بہے اس کا دل سخت ہے تو یہ علامت ہے شقاوت کی، شقاوت کی دوسری علامت یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے، باغ لگاؤں گا، بنگلہ، زمین، ٹھیکہ، وزارت اور صدارت کے منصوبے بناتا ہے اس ادھیڑبن میں رہتا ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام آکر ایسے گردن سے پکڑ لیتے ہیں، تیسری علامت بدبختی کی یہ ہے کہ اسکی حرص دن بدن بڑھنے لگ جاتی ہے ۔۔۔ دنیا کی حرص اور محبت نے ہی ہمیں تباہ کر دیا اور یہ دو چیزیں بے حد خطرناک ہیں ۔۔۔

بہرتقدیر رمضان کے جتنے دن باقی ہیں انہیں غنیمت سمجھ لو، اب بھی موقع ہے، جب قیامت کے دن محروم اور غافل لوگ غم کے مارے اپنی انگلیاں کاٹیں گے۔ یوم یعض الظالم علیٰ یدیہ - تو روزہ دار قیامت کے دن عرش خداوندی کے سایہ میں اسکی نعمت سے مالامال ہوگا اور حسرت کرنے والوں کو اس حسرت و ارمان کا کوئی فائدہ نہیں ملے گا، قیامت کے دن ہر شخص کو حسرت ہوگی، افسوس ہوگا کہ دنیا کی زندگی سے آخرت کیلئے کیوں زیادہ فائدہ نہ اٹھایا۔ اس لئے قیامت کو یوم الحسرۃ کہا گیا ہے، گنہگار اور مجرم حسرت کریں گے کہ اے کاش! پیغمبر کے راستہ پر کیوں نہ چلے، فرنگی کا راستہ کیوں اختیار کیا۔ مگر نیکوکاروں کو بھی حسرت ہوگی کہ زیادہ نوافل زیادہ تلاوت اور زیادہ ختم قرآن کیوں نہ کئے۔ ہمارے امام ابوحنیفہؒ رمضان میں ۶۱ ختم پورے کرتے۔

(۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ خطبہ جمعہ)

عشرۂ آخرہ اور سحری کا وقت | آخری دس دنوں میں خصوصیت سے دو چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جن میں ایک اعتکاف ہے جو اختیاری ہے اور ایک لیلۃ القدر ہے جسکی طلب اور تلاش کرنا ہے، اور طالب کا حکم بھی کسی چیز کے حاصل کرنے والے جیسا ہے کہ یہ بھی اللہ کے ان پانے والوں کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ ہوتی کہ:

کان یوقظ اھلہٗ فی العشر الاواخر من رمضان وکل صغیرٍ وکبیرٍ یطیق الصلوٰۃ۔ (او کما قال)

حضور اس عشرہ آخیرہ میں اپنے اہل وعیال کو جگاتے تھے اور ہر بڑے چھوٹے کو بھی جو نماز پڑھنے کے قابل ہوتے۔

گویا سات آٹھ سال عمر کے بچوں کو بھی حضور تہجد اور نماز کے لیئے جگاتے ——

ہم سب سحری کیلئے جاگتے ہیں، بچوں کو کھلانے پلانے کیلئے جگاتے ہیں، مگر شیطان ہمیں تہجد پڑھنے نہیں دیتا، ایسا قیمتی وقت بے پرواہی میں کھو دیتے ہیں، اگر ہم خود بھی دو رکعت پڑھ لیں اور بچوں کو بھی وضو کرائیں اور دو رکعت ان سے پڑھالیں کہ عادت بن جائے تو کتنی بڑی خوش بختی ہوگی، اللہ اور بندہ کے درمیان سارے حجابات اس وقت اٹھا دیئے جاتے ہیں مگر ہم کھانے پینے اور ہنسی مذاق میں سارا وقت ضائع کر دیتے ہیں، کھانا پینا تو چند منٹ کا کام ہے، چند نقلے سے لو اور اس سنہری وقت سے فائدہ اٹھاؤ، حضورؐ کی حالت تو یہ تھی کہ: وشدّ میزرہٗ۔ گویا کمربستہ ہوجاتے تھے اور یہ ایک محاورہ ہے کہ کسی کام کے لئے کمر باندھ لی تو حضورؐ تو سال بھر عبادت کے لئے مستعد رہتے مگر ان دنوں تو بالکل جہاد جیسی حالت ہو جاتی —— چاہیئے کہ ان دنوں ہم بھی خاص طور سے اہل وعیال کو دین کیطرف راغب کریں. کھانا پینا اور سونا بھی جائز ہے مگر اہم مقصد رغبت دین پیدا کرنا ہے۔

اعتکاف | حضورؐ ان ایام میں اعتکاف فرماتے، وکان یعتکف فی العشر الاواخر من رمضان۔ اعتکاف کا معنی کسی چیز کو بند کرنا باندھ لینا اپنے آپ کو مقید اور محبوس کرلینا ہے، اپنی درخواست عاجزانہ شکل میں منوانے کے لئے کسی کے در پر پڑھ جانا کہ بارش ہو، دھوپ ہو، گرمی سردی ہو تیرے در کا غلام ہوں اس در پر پڑا رہوں گا جب تک میری درخواست قبول نہ ہو۔ نہ گھر جاؤں گا نہ اور کوئی دنیا کا کام کروں گا، روتا ہے گڑگڑاتا ہے، اٹھتا نہیں، دھرنا مار لیتا ہے —— تو ایسی صورت میں تو سنگدل سے سنگدل حاکم بھی اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو یہاں تو اللہ جیسے رحیم و کریم آقا سے معاملہ ہے اور رمضان جیسا بابرکت مہینہ ہے کہ ہر رات اللہ کیطرف سے مجرموں کو

بخشش کے لئے پکارا جاتا ہے کہ اے مجرموں ذرا تو توجہ کرلو کہ معاف کردوں، بخشدوں۔ ذرا سا بہانہ بھی مغفرت کا بن جائے تو بخش دیتا ہے۔ ہر رات اس کی آواز ہوتی ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والو ذرا تو آگے بڑھو اور کچھ تو دست طلب بڑھا دو۔ گناہوں سے توبہ کرلو، دل سے روؤ، اگر آنکھوں میں نمی آجائے کہ یا اللہ رمضان کی حرمت سے مجھے معاف کردے تو وہ بخش دے گا۔ وہ تو رمضان کی ہر رات دس لاکھ مجرم بخشتا ہے، اور آخری رات تو مہینہ بھر کے مجرموں کے برابر —— تو جو اللہ کا بندہ گھر بار جائداد دوکان، سامان، بیوی، بچے سب کچھ چھوڑ کر مسجد میں قیدی کی طرح اعتکاف کی شکل میں مقید ہوگیا، تو اسکی بخشش کیسے نہ ہوگی —— ؟

اعتکاف یہ ہے کہ ایک شخص پنجگانہ جماعت والی مسجد میں بیسویں رمضان کی شام کو بیٹھ جائے اگر عورت ہو تو گھر میں نماز کے لئے جو کونہ مختص ہو اس میں بیٹھ جائے، سوائے حاجات انسانی کے اپنی اس قیامگاہ سے نہ نکلے، اکثر وقت ذکر و اذکار، تلاوت، نوافل اور نماز میں گذرے۔ یہ اعتکاف فرض کفایہ کیطرح سنت کفایہ ہے، اگر محلہ یا گاؤں میں کسی نے بھی نہ کیا تو سارا گاؤں یا محلہ تارک سنت ہوا، اور کسی نے ادا کیا تو خود بھی اجر و ثواب کا مستحق بنا اور سارے محلہ کو بھی گناہ سے بچا کر احسان کیا۔ افسوس کہ ہم نے اعتکاف جیسی سنت کو عدیم الفرصتی کا بہانہ بنا کر ترک کر دیا —— لیکن کتنے لوگوں کو ہم نے دفنایا، اس وقت مردہ کو دیکھ کر ذرا تو سوچ لو کہ "بابا کہاں جارہے ہو، تمہیں تو فرصت نہ تھی، اب تو ہزاروں سال پڑے رہوگے۔ اب بھی فرصت ہے یا نہیں —— ؟ یہ سب قبروں والے بڑے مصروف تھے، کوئی کام نہیں چھوڑ سکتے تھے، مگر اب ان کی کیا حالت ہے۔

—— تو نہ دنیا ہماری وجہ سے آباد ہے نہ ویران ہے —— بھائیو! قبر میں اکیلے خدا کے ساتھ معاملہ ہوگا، نئی دوستی تو اس وقت قائم نہیں ہوسکتی اور دنیا میں قائم نہ کی تو ہکا بکا رہ جائے گا کہ یارب اب کیا کروں —— ؟ تو معتکف سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد کے کونہ میں بیٹھ گیا، تو گویا قبر کی زندگی دنیا میں اختیار کی، محبت اور رابطہ اللہ سے قائم کیا، نہ مکان نہ دوکان نہ زمینداری کی فکر نہ دوست احباب کی۔ تو بعد از مرگ اللہ سے ایسی الفت اور ربط کام آئے گا —— پھر اعتکاف کی فضیلت اتنی ہے کہ حدیث میں اس کا اجر دو حج اور دو عمروں کے برابر فرمایا گیا ہے۔ قانونی حج تو ہر مسلمان مستطیع پر فرض ہے مگر اسے اس عمل سے دو حج اور دو عمروں کا ثواب مل گیا۔

<u>لیلۃ القدر</u> | دوسری چیز آخری دس دنوں میں ہر رات خاص ذوق شوق سے عبادت کرنا ہے۔ جس میں لیلۃ القدر کا احتمال ہے۔ جو طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں زیادہ محتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے خیرٌ من الف شھر کہا ہے۔ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، پھر "خیر" کی بھی کوئی حد نہیں، گویا بے حد اور بے حساب بہتر ہے، اسی سال کی عبادت پر بھاری ہے، اور ان دس دنوں کے علاوہ رمضان کی ساری راتوں میں بھی لیلۃ القدر کا احتمال ہے۔ اگر کوئی اتنا باہمت نہ ہو کہ ہر رات شب خیزی میں گذارے تو حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب وعشاء اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو لیلۃ القدر کا ایک حصہ اس نے بھی پالیا، تو ان ایام میں تو یہ لازم کر لو کہ نماز باجماعت چھوٹنے نہ پائے۔ مغرب کی اذان اور افطار کے بعد نماز گھر میں نہیں پڑھنی چاہئے۔ حضورؐ نے فرمایا: لاصلوٰۃ لجار المسجد الاّ فی المسجد۔ (مسجد کے پڑوسی کا فرض نماز صرف مسجد ہی میں ہوتا ہے) امام کیلئے بھی چاہئے کہ رمضان میں اذان کے بعد قدرے توقف کرے اور مقتدیوں پر مسجد پہنچنا لازم ہے، الغرض یہ دو چار گھنٹے بھی رات ہی کا حصہ ہیں۔ تو خاص دعاؤں کا لحاظ رکھا جائے۔ رمضان میں تیسری چیز تہجدؔ کو ملحوظ رکھنا ہے جس کا خاص اہتمام ہونا چاہئے اگر گالی گلوچ اور دیگر منہیات میں مشغول رہیں تو یہ روزہ کی ایک بدبودار لاش ہوگی، چاہئے کہ اس میں لعلکم تتقون تقویٰ اور پرہیزگاری کی روح آجائے، صبح سے شام تک زبان کو قابو میں رکھو، برائی، حسد، بغض کینہ، عناد ترک کر دو۔ کسی کا حق نہ مارو، اپنی نظریں نیچی رکھو، اپنے کانوں کو فلمی گانوں سے قطعاً بچاتے رہو، اس لئے کہ نامحرم عورتوں کی آواز سننا حرام ہے، اپنے اعضاء و جوارح کو گناہوں سے بچاتے رہو جتنا بھی ہو سکے تقویٰ اور پرہیزگاری کا جذبہ پیدا کرو، یہی روزہ کامیاب ہوگا جس پر اجر و ثواب بھی مرتب ہوگا ——

قرآن اور تراویح | تراویح میں کم از کم ایک دفعہ ختم کرنا سنت ہے۔ اب تک مسلمانوں میں حضورؐ کی یہ سنت رائج ہے اور اس کا مقصد قرآن مجید کا سننا سنانا اور اس پر عمل کرانا ہے جسے خدا زیادہ ہمت دے تو اور بھی بڑی نعمت ہے، مگر اسے ہماری کمی کہیے کہ شیطان پہلے تو نیکی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے، اور اگر شروع کر دیں تو جلدی اور عجلت کراتا ہے کہ جلدی جلدی ٹھونگے لگاؤ یا جیسا کہ مرغی ٹونگا لگاتی ہے اور ہمیں تلاش ہوتی ہے ایسے حافظ کی جو پندرہ بیس منٹ میں ساری تراویح پڑھا دے، جتنا بھی خیبر میل گاڑی کی طرح تیز دوڑ سکے وہی اچھا حافظ ہے، گویا تیز رفتاری اور ترقی کا زمانہ ہے ہم تراویح میں کیوں تیز رفتار نہ بنیں، تو بھائیو! یہ بہت غلط بات ہے۔ تراویح میں جتنا زیادہ وقت لگ جائے موجب اجر ہے اور جتنا بھی صحیح تلفظ ہو، حروف کی تصحیح ہو کہ مقتدی کی سمجھ میں آسکے اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا، شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے اپنی نیکی برباد نہ کرو، شیطان کبھی یہ روڑا

اٹکاتا ہے، منکرین حدیث وغیرہ کے ذریعہ کہ بغیر مطلب سمجھے ہوئے تلاوت اور اس کے سننے کا کیا فائدہ، اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم نازل اس لئے کیا کہ ہم اسے پڑھیں، حفاظ سے سنیں اور اسکو سیکھ کر اس پر عمل کریں۔

موجودہ تعلیم حضورؐ نے فرمایا جس پیٹ، جس دماغ اور جس روح میں قرآن نہ ہو تو وہ پیپ اور خون سے بھرا ہوا اچھا ہے۔ فلمی گانوں اور اشعار سے تو دماغ بھرا ہو قسم قسم کے اشعار اور گانے کیا مرد اور کیا عورتیں حیوانات کی بولیاں اور نقلیں تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو یاد ہوں اور اس میں اتنا انہماک اتنا توغل اور ذوق و شوق ہو کہ شعر خواہ مہمل الفاظ کا کیوں نہ ہو بڑے چھوٹوں کو یاد ہوں اور قرآن کے تلفظ تک سے محروم رہیں اور پہلے تو کچھ نہ کچھ تھا، اب تو بدقسمتی سے سب کچھ چلا گیا، کاش ہم سمجھتے کہ اس قوم کی ترقی اور صحیح تعلیم و تربیت دین ہی سے ہو سکتی ہے، اگر موجودہ تعلیم سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تو واللہ اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہوتی مگر یہ تعلیم تو دین کے لئے نہیں بلکہ عیسائیت قادیانیت اور پرویزیت کے لئے ہے، اس لئے نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا کلام سیکھیں بلکہ دین کی جڑیں کیسے کاٹیں گے، سرخ گورا کیسے بنیں گے، کھڑے ہو کر پیشاب کیسے کریں گے، کوٹ پتلون کیسے پہنیں گے۔ یہ تعلیم تعلیم کی جو رٹ لگائی جا رہی ہے اس کی تہ میں گورا اور فرنگی بیٹھا ہوا ہے، اس تعلیم نے مرد اور عورتوں کو ننگا کر دیا، سڑکوں اور محفلوں میں نچوایا، یہ بے حیائی ثمرہ تھا اس تعلیم کا، کیا اس تعلیم پر ہم خوش ہوں گے۔؟ اس پر تو ہم روتے ہیں اور جب روتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ملّا ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے ـــــ ارے ظالمو! زنا کرنا ہے تو خود کرو، اپنی بہن بیٹی کو نچواؤ، پوری قوم اور پوری رعایا کو کیوں زانی اور ڈانسر بناتے ہو، اگر یہ تعلیم دین اور اچھے اخلاق کیلئے ہوتی تو کونسا مسلمان اس پر خوش نہ ہوتا، مگر یہ تعلیم تو ڈانس کے لئے ہے، اور یہ جاؤ تو انگریز اور میم بنو، رقص و سرود اور عیاشی سیکھو۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں سکول سے آکر بجائے اللہ اور اس کے دین کی بات کے بلّی کتا کی رٹ لگاتی ہیں اور جب بڑی ہوتی ہیں تو مشترکہ ڈانس اور کلچر سکھایا جاتا ہے اس صورت میں قرآن کی تعلیم اور پڑھنے پڑھانے اور سننے کی کیا صورت ہو۔

روزے کا مقصد روزہ اور قرآن رمضان کے تیس دن ہماری ٹریننگ اور عملی تربیت کے دن ہیں، جسطرح فوجی تربیت ہوا کرتی ہے، اسے لڑائی کیلئے جنگلوں اور میدانوں میں رکھا جاتا ہے، بھوک اور پیاس کی عادت ڈالی جاتی ہے اسطرح جب رات کو ہم نے پارہ سوا پارہ قرآن مجید سن لیا جس میں کچھ اوامر ہیں کچھ نواہی ہیں تو اب ہم دن کو اپنی خواہش اور ھوی کو اپنے قابو میں رکھیں گے۔ خدا کے حکم کے

مقابلہ میں اپنی خواہش کے پیچھے نہیں جائیں گے بلکہ اسکی عملاً تعمیل کریں گے۔ خدا کا حکم ہے کہ مت کھاؤ۔ مت پیو، جی چاہے گا مگر ہم رک جائیں گے۔ دن بھر رات کی تراویح کا سبق دہرایا جارہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ عمر بھر اللہ کے احکام کی اس طرح تعمیل کرنی ہے جیسے رمضان میں اور قرآن کریم پر اسی طرح عمل پیرا ہونا ہے، اس لئے قرآن مجید اور رمضان کا باہمی گہرا تعلق ہے۔ اسی مہینہ قرآن اتارا گیا اور اسی مہینہ ہر سال دہرایا جاتا رہا۔ اور یہ سننا صرف سننا نہ ہو بلکہ ایک ایک مسئلہ کو سننا اور اس پر عمل کرکے دکھانا ہے ___ صحابہؓ نے ایسا کر دکھایا۔ مثلاً اسلام کا ایک مسئلہ ہے کہ اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ، حضرت عثمانؓ حضورؐ کے داماد ذی النورین ہیں، خلیفہ ثالث ہیں، ساری اسلامی سلطنت پر حکومت ہے، دشمنوں نے محاصرہ کیا، فوج، پولیس اور ذاتی غلام بیشمار موجود ہیں، ایک اشارہ ہو جاتا یا کم ازکم لوگوں کو روکتے تو دشمن کا منٹوں میں صفایا ہو جاتا مگر آخر تک لوگوں کو باغیوں پر اسلحہ اٹھانے سے منع کیا کہ اپنی ذات کے لئے اور حکومت قائم رکھنے کے لئے کسی کا خون نہیں بہاؤں گا، گھر کے گرد اپنے ذاتی غلام ہیں، انہیں یہ کہہ آزادی کا موقع دیا کہ جس نے اپنا اسلحہ اتار کر رکھ دیا وہ آزاد ہو گیا اور حکم دیا کہ میرے مخالفین پر تلوار نہ اٹھائی جائے، یہاں تک کہ شہادت سے سرفراز ہوئے، مگر قرآن کی تعلیم انما المومنون اخوۃ پر عمل پیرا رہے کہ ذاتی وقار کے لئے کسی کو ایذا نہیں پہنچاؤں گا ___ الغرض رمضان میں ہم سب طالب العلم ہیں، جتنا بھی قرآن رات کو سنتے ہیں اس کا خلاصہ اور اجمال یہی ہے کہ خدا کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ روزہ اسکی عملی تربیت ہے روزے کی روح جس کے بغیر روزہ بے روح لاش رہ جاتا ہے۔ انسان کی صورت اچھی ہو بڑی شان وشوکت والا ہو مگر جب روح نہ ہو تو مسلمان اسے دفن اور ہندو اسے جلا دیتے ہیں، یا دریا میں پھینک دیتے ہیں، کیونکہ روح نہیں تو انسان بھی نہیں۔ اگر اس بلا روح لاشے کو ہم رکھیں گے تو تعفن اور بدبو پھیلے گی۔ اسی طرح یاد رکھئے کہ اعمال کی بھی ایک روح ہے اور ایک صورت ___ تو صورت صبح صادق سے مغرب تک تین چیزوں سے پرہیز کا نام ہے، اور اسکی روح یہ ہے کہ ہم میں تقوی کی صلاحیت پیدا ہو۔ روزہ جہاد کی عملی تیاری ہے، بھوکوں پیاسوں کی مدد کرنے کا احساس روزہ دلاتا ہے۔ روزہ ہمیں حرام سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ روزہ ضبط نفس کا سبق دیتا ہے۔ ___ اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے قریب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

★